از قلم مولانا محمد اشرف صاحب ایم اے
صدر شعبۂ عربی اسلامیہ کالج پشاور
رفیق اعزازی الحق

موجودہ دینی انحطاط اور اس کا بڑا سبب

موجودہ دور میں ملتِ اسلامیہ پورے عالم میں جس دینی انحطاط و اضمحلال کا شکار ہے، اسکی مثال پوری تاریخِ اسلامی میں نہیں ملتی ہے

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی

امت جب زندہ تھی، اور اپنے فرائضِ منصبی دعوت الی اللہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور ہدایت رسانی خلق کی ادائیگی میں مصروف و مشغول تھی، دیگر اقوام و ملل، اسلام کی حقانیت اور داعیان حق کے اخلاق و اعمال سے متاثر ہو کر جوق در جوق اور گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہوتی تھیں، اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً۔ کا منظر پیش کرتی تھیں، ان کا تازہ خون امت کی رگوں میں دوڑتا تھا، اور یہ لافانی اور جاودانی امت حیات تازہ پاتی تھی، بارہا سیاسی فاتحین کو امت کے داعیانہ مزاج اور تبلیغی جدوجہد اور روحانی تصرفات و مزایا نے مفتوح اور دین کا خادم بنا دیا جس کی سب سے نمایاں اور مشہور مثال تاتاری و منگول ہیں جو دولِ اسلامیہ اور خلافتِ عباسیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے کچھ عرصہ بعد اسلام کے داعیانہ اثر سے مسلمان ہوتے ہیں، اور ترکانِ عثمانی اور ترکانِ تیموری کے نام سے پانچ سو سال تک اسلام اور مسلمانوں کا پرچم بلند رکھتے ہیں۔

جب سے امت کا دعوتی اور ملی شیرازہ بکھرا اور امت اپنے منصب اور اس سے پیدا شدہ تقاضوں اور مسائل کو بھلا بیٹھی، اور اپنے آپ کو دنیا کی عام اقوام کی طرح ایک قوم سمجھنے لگی اس کے شاہوں اور حکمرانوں نے تاج و باج و خراج کو مقصود گردانا، علماء و مشائخ نے عزلت نشینی اور مخصوص حلقوں میں تعلیم اور طالبین کی اصلاح پر اکتفا کر لی، عام امت نے غفلت و قعود کو شعار بنا لیا۔

امت بانجھ ہوگئی، اقوام کا داخلہ اسلام میں من حیث الجماعۃ بند ہوگیا، بلکہ پوری امت پر مردنی چھاگئی، مسلمان بے یقینی، عقائد میں تنزل اور کردار و اعمال کی خرابی کا شکار ہوگئے، کہ امت کا نفسِ ناطقہ، اس کا ایمانی شعور، اس کا دینی ذمہ داری کا احساس اور اس کا داعیانہ حاسہ تھا جس کی پژمردگی نے اس باغ کو مرجھاکر رکھ دیا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

آہ! سینہ اش بے سوز و جانش بے خروش
اوسرافیل است و صور او خموش

امت کی اس غفلت و کوتاہی اور فرض ناشناسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورا عالمِ اسلامی قیادت و امامت الٰہی رہنمائی اور نبوی تعلیمات سے محروم ہوگیا، اور انسان کی عقلی و ذہنی، روحانی و مادی قیادت، خدا ناآشنا، آخرت فراموش، روح ناشناس، بے یقین، مردہ دل، دنیا طلب، مادہ پرست مغربی اقوام کے ہاتھ میں آگئی۔ ع

ہم تو رخصت ہوئے اوروں نے سنبھالی دنیا

اور پورا عالم دینی ہدایات و برکات کے نور و اثرات سے خالی اور مادیت اور خدا فراموشی کی ظلمت سے شبِ تاریک بن کر رہ گیا۔

امت کا سب سے اہم و اقدم مسئلہ اس وقت امت کے لئے سب سے اقدم و اہم مسئلہ اس کے دینی شعور، داعیانہ مزاج تبلیغی حاسہ، ایمانی حمیت و غیرت، اسلامی فکر اور مغیبات حقہ پر یقین کے احیاء کا ہے۔ تاکہ پھر سے مسلمانوں میں امت مبعوثہ کی حیثیت سے اپنے فرائضِ منصبی اور مفوضہ وظائف کی ادائیگی کا داعیہ و تقاضہ زندہ و بیدار ہو اور صحابہ کی طرح امت ایمان و یقین، اعمالِ صالحہ و اخلاقِ فاضلہ سے مزین ہو کر نیابتِ نبوت اور ہدایت رسانی خلق کی ذمہ داری کو پورا کرسکے۔ اگر امت دعوت الی الخیر، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرائض کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہے، تو اس کی بعثت کا مقصد فوت ہوجاتا ہے۔ اور وہ اپنی امتیازی حیثیت سے محروم ہوجاتی ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس بارے میں قولِ فیصل ہے، آپ نے چند "دعاۃ" کو حج کے موقع پر دیکھا، آپ نے آیت کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للناس پڑھی اور ارشاد فرمایا من سرہ ان یکون من ھذہ الامۃ فلیود شرط اللہ فیھا۔ (ابن کثیر، ص ۳۹۹) یعنی جو شخص پسند کرتا ہے۔ کہ اس خیر الامم میں سے ہو تو اسے اس کی

شرائط کو پورا کرنا چاہئے۔ یعنی اسے امر بالمعروف نہی عن المنکر و ایمان باللہ کی صفات سے متصف ہونا چاہئے، غور کیجئے جب سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کو کہا جاتا ہے۔

یٰایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ (المائدہ ۱۰)	اے رسول پہنچا دے۔ جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچا دیا، اس کا پیغام (رسالت)

گویا تبلیغ و رسالت کو مترادف قرار دیا، اگر امت محمدیہ اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گی تو یقیناً اس غفلت پر اپنی خاص حیثیت کھو دے گی۔ اور نصرت الٰہی، سرفرازی و فلاح کے ان وعدوں سے محروم ہو جائے گی، جو اس منصب کی وجہ سے اس کے ساتھ کئے گئے تھے۔

آج امت کے نظریہ اساسی میں جو عموماً بگاڑ آگیا ہے۔ اور وہ اپنے مقصد حیات کو بھول چکی ہے۔ اسکی احیاء کے لئے پھر سے امت کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ دعوت و تربیت اور نظام صلاح و اصلاح کو اپنانا ہو گا جس کے کچھ اجمالی اشارے گذر چکے کہ مزاج و طریقۂ نبوت قوام ملت ہے، کتاب اللہ نہ صرف کتاب ہدایت ہے۔ بلکہ صحیفۂ نظام ہدایت اور طریقۂ دعوت بھی ہے۔ قرآن نہ صرف دعوت ہے۔ بلکہ طرز دعوت بھی سکھاتا ہے۔ اسی طرح اسوۂ نبویہ نہ صرف امت کے لئے نمونۂ ہدایت ہے۔ بلکہ آپ کا طرز دعوت و تربیت بھی تاقیام الساعۃ ہدایت رسانی خلق کا افضل و اکمل و احسن و اعلیٰ اور مؤثر ترین طریقہ ہے۔ امت آج جس بے یقینی، غفلت، غلط روی اور بے عملی بلکہ بدعملی کا شکار ہو چکی ہے۔ اس کا علاج اپنی اصلاح کے ساتھ دعوت و تبلیغ، احیاء دین کے لئے جدوجہاد، محنت و کوشش، ایثار و قربانی کے وہی عزائم و اعمال ہیں جن کا نقش حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی رہنمائی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ابتدائے اسلام میں عالم پر مرتسم کیا ہے ؎

وہی دیرینہ بیماری وہی نامحکمی دل کی | علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی

امت اگر زندگی چاہتی ہے، تو اسے پھر سے اسی داعیانہ جذبہ کو ہر قربانی کے باوجود زندہ کرنا ہوگا، حالات حاضرہ پر قناعت موت ہے ؎

تاکجا بے غیرت دین زیستن | اے مسلمان مردن است ایں زیستن
اے کہ می نازی بہ قرآن عظیم | تاکجا در حجرہ می باشی مقیم
در جہاں اسرار دیں را فاش کن | نکتۂ شرع مبیں را فاش کن

امت کا سوادِ اعظم، جہالت، غفلت، دینی تعلیم سے محرومی، نئی تعلیم یا دگر عوامل کی بنا پر دین سے بیگانہ ہوتا جا رہا ہے، اور جس طرح امت اپنی معاشرت و تمدن تہذیب و شعائر سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ اور جسطرح اسلامی اخلاق و معاملات مٹ رہے ہیں، عبادات تک میں بے اعتنائی عام ہو چکی ہے۔ امہات عقائد تک میں تزلزل آگیا ہے۔ اور جسطرح دنیا طلبی، دین سے بے رغبتی، الحاد و دہریت غفلت و بدعملی امت پر اپنا سایہ ڈالتی چلی جاتی ہے۔ اگر امت نے کمال چابک دستی، سبک رفتاری، بلند ہمتی، عزم راسخ سے اپنی جملہ استعدادوں، توانائیوں، ظاہری و باطنی مادی و روحانی قوتوں کو حفاظت دین اعلاء کلمۃ اللہ اور دعوت و تبلیغ، افرادِ امت کی شخصی و اجتماعی اصلاح کی طرف مرکوز نہ کیا تو خاکم بدہن اندیشہ ہے کہ العیاذ باللہ اسلام کی نام لیوا موجودہ امت مٹا کر نہ رکھدی جائے اور یہ امانت دوسروں کے سپرد کر دی جائے۔ (اللہم احفظنا)

دوسرا اہم مسئلہ فتنۂ مغرب کا مقابلہ

عصرِ حاضر کا دوسرا سب سے اہم مسئلہ جس سے امت طوعاً و کرہاً دو چار ہے، فتنۂ مغرب ہے۔ جسکی ہلاکت آفرینیوں نے پوری امت کو انتہائی خطرناک آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے۔

آج مغرب کا سیاسی و ذہنی اقتدار و سیاست پورے عالم پر محیط ہے۔ مشکل یہ ہے کہ مغربی افکار و عقائد علوم و فنون، تہذیب و تمدن، سیاست و معاشرت، اقتصادیات و معاشیات، غرض انسانی زندگی کے ہر پہلو اور اس سے متعلقہ علم کی بنیاد نری مادیت اور ظواہر پر ہے۔ یہاں تک کہ نام نہاد مغربی روحانی اور مابعد الطبیعاتی افکار و تصورات بھی مادی آلائشوں سے پاک نہیں۔ بلکہ انہیں کا ثمرہ و نتیجہ ہیں۔ روحانی اقدار اور غیبی قوی سے انکار عصرِ حاضر کا خاصہ و امتیاز ہے ؎

عصر ما را رفتۂ آب و گل است اہلِ حق را مشکل اندر مشکل است

تاریخِ انسانی نے اس سے بیشتر شاید ہی مادیت کا ایسا غلبہ و استیلاء و ترقی جگمگاہٹ دیکھی ہو۔ اشتراکیت نے تو کھلے بندوں "لا سلاطین" کی نفی کے ساتھ "لا کلیسا" و "لا الٰہ" کا منفی نعرہ بلند کر کے مغربی لادینی مزاج کا اظہار اور روحانی اقدار سے انکار کر ہی دیا ہے۔ بقول اقبال ؎

کردہ ام اندر مقاماتش نگہ لا سلاطین، لا کلیسا، لا الٰہ

لیکن جو اقوام مسیحیت کا دم بھرتی ہیں۔ ان کی حالت دیکھ کر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب یہ قول یاد آ جاتا ہے۔

"یہ امت ہونٹوں سے تو میری تعظیم کرتی ہے لیکن ان کے دل مجھ سے دور ہیں، اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں۔ کیونکہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔ (انجیل مرقس ۷-۸)

مغرب کے اس مادی و ملحدانہ مزاج کی بنا پر وہ تمام علوم و فنون جنہوں نے ان کے دل و دماغ سے فروغ پایا، اپنے اندر مادیت و الحاد اور لادینیت کے اثرات کو سموئے ہوئے ہیں۔ وہ معاشی علوم و فنون جن کے بعض دنیاوی افادی پہلوؤں سے انکار نہیں، وہ بھی کریہہ اور مہلک اثرات سے نہیں بچ سکے اور "اثمهما اکبر من نفعهما" کے مصداق ہیں ؎

نکتہائے گفت او آمیختہ در جلاب قند زہر ریختہ
ہاں مشو مغرور زاں گفت نیکو زانکہ باشد صد صدی در زیر او (رومی)

ظاہر ہے جو تہذیب و تمدن ان لادینی و ملحدانہ نظریات پر استوار ہو گا، اسکی رگ و پے میں بے دینی، آخرت فراموشی، خدا بیزاری سرایت کئے ہوئے ہو گی۔ نتیجۃً اس تہذیب و تمدن کا جس قدر فروغ ہو گا، لادینی افکار و نظریات پھیلیں گے۔ ایمانی حقائق و بصائر سے اعراض، آخرت فراموشی، اور "رضوا بالحیوٰة الدنیا واطمأنوا بها" کی حالت کا چلن ہو گا۔ چنانچہ عالمگیر فتنۂ مغرب کی ہمہ گیری نے اس منظر کو ایک ناقابلِ انکار حقیقت بنا دیا ہے۔

فتنۂ مغرب اور اسلام و مسلمان

اور امتِ مسلمہ کو ایک انتہائی نازک و تشویشناک حالت سے دوچار کر دیا ہے۔ کہ اسلام ہی وقت کا الٰہی و آسمانی دین ہے، جس کے سپرد قیامت تک ہدایتِ خلق کا دائمی پیغام و سامان ہے۔ اس بنا پر مغرب و جاہلیتِ حاضرہ کا اصل معرکہ و مقابلہ اسلام ہی سے ہے۔ کہ دوسرے آسمانی مذاہب و ادیان اپنا وقت پورا کر چکے، اور منسوخ ہو چکے۔ اس لئے ان سے اصلاً مقابلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مزید برآں دیگر مذاہب تحریف و تغیر کے عادی ہیں۔ لیکن اسلام جیسا للکافی اور جاودانی دین کسی قطع و برید کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس سانحہ کا سب سے اندوہناک پہلو یہ ہے کہ امتِ مسلمہ خود ان جاہلی علوم و نظریات کی زد میں ہے، اس وقت امتِ مرحومہ کا کوئی حصہ، خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ میں بستا ہو، کفر و الحاد زندقہ و دہریت اور مادہ پرستی کی ان مسموم ہواؤں سے محفوظ نہیں۔ (عرب و شام عراق و اُردن، ترکیہ و ایران اور پاکستان وغیرہ مسلم ممالک اور ان کی حالت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔) مسلم ممالک جسطرح مغربی افکار و معاشرت، تہذیب و تمدن کا شکار ہو رہے ہیں، اصحابِ فکر و نظر سے پوشیدہ نہیں، اشتراکی ممالک میں مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ اس کا کچھ نظارہ یوگوسلاویہ میں دیکھا تھا۔ کیا لکھوں ؎

دیدۂ دل سے خون بہہ نکلا ٹوٹے دیکھے ہیں چند پیمانے

غرض پورا عالمِ اسلام فتنۂ مغرب سے ایک عالمگیر و ہمہ گیر اور دور رس نتائج۔ کے حامل ابتلا میں گرفتار ہے۔ والی اللہ المشتکی ہے

در عجم گردیدم و ہم در عرب   مصطفیٰ نایاب و ارزاں بولہب

بقول حضرت سید العلامہ سلیمان الندوی قدس سرہٗ "تعلیم جدید کی نئی آب و ہوا نے تفریح و فرنگی مآبی کا وہ زہر پھیلا دیا (ہے) جس سے دین، عقائد و اعمال کی ہر چیز پر مردنی چھا گئی ہے۔ اور جہاں دین کا کچھ خیال زندہ بھی ہے، شکوک و شبہات کی کثرت اور شدت نے اس پر عرصہ حیات تنگ کر دیا ہے۔ یورپ کے تمدن اور سیاست کی نقالی ہماری اسلامی سلطنتوں کا فخر ہے۔ ہمارے دار السلطنتوں کے سامنے پیرس کے خاکے ہیں۔ ہماری خواتین کے سامنے انگلستان و فرانس کی عریانی و رنگینی و بے حجابی ہے۔ ہمارے نوجوانوں کی نگاہوں میں رقص و سرود اور ظاہری پوشاک و وضع و طرز ماند و بود میں فرنگی مآبی زندگی کی کامیابی کا سب سے اعلیٰ تخیل ہے۔ علم و فن پر غور کیجئے تو ہماری قدیم تعلیم اب تک یونان کی تقویم پارینہ کی پرستش میں اور تعلیم جدید یورپین ضلالت و گمراہی خیال کی غلامی میں مصروف ہے۔ اور سوائے تقلید و نقالی کے کوئی مجتہدانہ تصور ہمارے سامنے نہیں ہے۔ ہمارے سامنے جب اعلیٰ تمدن اور اعلیٰ سلطنت داری کا تخیل آتا ہے تو یورپ کی ایک ایک سلطنت اپنی پوری ہوش ربائی اور باطل آرائی کے ساتھ ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ اور یہ حقیقت ہمارے سامنے سے گم ہو جاتی ہے۔ کہ اسلام کا تصور سیاست اور تصور تمدن اور تصور علم و فن اپنا خاص ہے۔ اسی کو دوبارہ پیدا کر کے دنیا کے سامنے لانا ہماری قومی و ملی غرض و غایت ہے۔"

بڑی مشکل یہ ہے کہ مادی سطوت و شوکت، طبیعاتی دسترس، اس کے تہذیب و تمدن کی ظاہری رونق و چمک دمک نے امت کے کثیر تعلیم یافتہ، ذہین اور صاحبِ اقتدار طبقہ کو اسطرح مسحور اور از خود رفتہ کر دیا ہے۔ کہ وہ مغرب ہی کو معیارِ حق و باطل سمجھنے لگا ہے، اور خیر و شر، حسن و قبح، نیکی و بدی، جائز و ناجائز کے الٰہی و اسلامی احکام و نظریات سے بے پرواہ ہو کر یورپ کی تقلید جامد میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے۔ یہ خود فراموشی اور مغرب زدگی امت کے وجود و بقا کے لئے تاریخ کا سب سے عظیم خطرہ بنتی چلی جا رہی ہے۔ موجودہ عصری علوم کی تابانی نے الٰہی علوم کی حقیقت و منزلت گم کر کے رکھ دی ہے، آج ہمارے فکر و ادراک کی جولانیوں، ہماری ذہنی و فکری کاوشوں اور قلبی اذعان و ایقان کا سرمایہ و اثاثہ بھی عصرِ نو کے علوم انسانیہ ہیں جنہیں ہم نے حقائق مطلقہ اور یقینیات کا درجہ دے دیا ہے۔ اور ان پر ہمارا ایمان و اعتقاد اسطرح راسخ ہو چکا ہے کہ ہر علم و خبر جو ہمارے ان مفروضہ حقائق و یقینیات کے خلاف ہو ہم اس کے انکار کے درپے ہو جاتے ہیں۔ ■■